

کیس 3000

تل او یو کا پولیس ہیڈ کواٹر مکمل طور پر معمول کے مطابق کام کر رہا تھا۔ یونیفارم میں ملبوس اسرائیلی پولیس کے افسرا پنے اپنے دفاتر میں آرام سے مصروف کار تھے۔ عمارت سے باہر سڑک پر کسی قسم کا جلوس یا مظاہر نہیں ہو رہا تھا۔ زندہ بادیا مردہ بادی آواز دور دور تک کہیں سے بھی نہیں آ رہی تھی۔ کچھ بھی ایسا خاص نہیں تھا، جسے خلاف معمول سمجھا جائے۔ یہ صرف اور صرف ہفتہ دس دن پہلے کی بات ہے۔ یعنی پچھلے ماہ کی تیس تاریخ کی۔

ہر معاملہ اپنی جگہ درست تھا۔ مگر اہم بات یہ تھی کہ اسرائیل کے وزیر اعظم نیتن یاہو کے قریبی چہر فیق سنگین مالیاتی کرپشن کے الزامات کے تحت زیر تفییش تھے۔ پولیس ہیڈ کواٹر کے باہر کیمروں کی کوئی لائن موجود نہیں تھی۔ کوئی روپریم یا ڈائسنس بھی نہیں تھا، جہاں وزیر اعظم کے دوستوں نے تفییش سے فارغ ہو کر قوم سے خطاب کرنا تھا۔ لوگوں کو بتانا تھا کہ اندر پولیس کے افسران کا رو یہ کتنا مشکل اور سفاک تھا۔ پورے اطمینان سے پولیس ہیڈ کواٹر میں قانون کے مطابق تمام مراحل طے کیے جا رہے تھے۔ نیتن یاہو یعنی وزیر اعظم کی طرف سے بھی کوئی بیان جاری نہیں کیا گیا تھا کہ اسے اور اسکے دوستوں کو تختہ مشق بنایا جا رہا ہے۔ معاملہ انتہائی سادہ سا تھا بلکہ ہے کیونکہ ابھی تک ضابطہ کی کاروائی جاری و ساری ہے۔ اسرائیلی بحریہ نے جمنی سے تین آبدوزیں خریدنے کا معائدہ کیا تھا۔ اس معائدے کی منظوری وزیر اعظم نے دی تھی۔ پورا معائدہ تقریباً دو بلین ڈالر کا تھا۔

پچھلے برس بحریہ نے وزارت دفاع کو لکھ کر سمجھوایا کہ انکی آبدوزوں کو تبدیل کیا جانا چاہیے کیونکہ یہ پرانی ہو چکی ہیں۔ جدید آلات سے مزین نئی آبدوزیں اسرائیل کی دفاعی طاقت کو بڑھانے کیلئے نازر ہیں۔ یہ عام سی سرکاری انجام تھی۔ اس طرح کے خطوط ہر ملک میں معمول کے مطابق لکھے جاتے ہیں۔ کبھی انکا جواب نفی میں آ جاتا ہے اور کبھی اثبات میں۔ وزارت دفاع بنائی ہی اسلیے جاتی ہے کہ بڑی، بحری اور فضائی طاقت کو بھر پور کھے اور اس میں کسی قسم کا سبق نہ آنے دے۔ اسرائیل کی وزارت دفاع نے بحریہ کی اس ضرورت کا ہر طریقہ سے جائزہ لیا۔ پرانی آبدوزوں کا بھر پو معاشرہ کیا گیا۔ ٹھوک بجا کر تمام آلات چیک کیے گئے۔ معاشرہ کا یہ کام انجام آدمیوں نے نہیں بلکہ بے حد تربیت یافتہ پروفسنلز نے سرانجام دیا۔ پوری تسلی کے بعد قرار دیا گیا کہ بحریہ کی ضرورت بالکل جائز ہے۔ اسے حقیقت میں نئی آبدوزوں کی از حد ضرورت ہے۔ پورا کیس ضابطے کے مطابق ترتیب دیا گیا۔ طے یہ پایا کہ دفاعی ضرورت کو اخبار میں اشتہار کی صورت میں شائع کیا جائے۔ ٹینڈر کی ترتیب بھی مشاق ماہرین نے سرانجام دی۔ یعنی کوئی ایسا جزو نہیں تھا جو ڈھیلا چھوڑ دیا گیا ہو۔ جیسے ہی تمام قانونی ضابطے کمکمل کر لیے گئے تو باقاعدہ کمپنیوں کے بیان کردہ قیمت کا بھی مقابلی جائزہ لیا گیا۔ میرٹ کے اوپر جمنی کی کمپنی کو ٹھیکہ دیدیا گیا۔ آبدوزیں بنانے والی اس کمپنی کا نام تھائی سن کرو پ میرین سسٹمز تھا۔ (Thyssen Krupp Marine Systems) پوری دنیا میں اس ادارہ کا نام مستند ترین گردانا جاتا ہے۔ بنائے ہوئے بحریہ کے جنگی ساز و سامان بہت اعلیٰ کوالٹی کے بتائے جاتے ہیں۔ معمول کے مطابق پورا کیس وزیر اعظم کی منظوری کیلئے بھیج دیا گیا۔ نیتن یاہو نے پرانی آبدوزیں بذات خود جا کر معاشرہ

کیں۔ انکے اندر کچھ دیرسفر بھی کرتا رہا۔ بحریہ کے افسروں نے نئی آبدوزوں کی ضرورت پر ہر طریقے سے مطمئن کر دیا۔ تقدیدی نظر سے ہر ضرورت کا جائزہ لینے کے بعد نینتین یا ہونے معاہدہ کی اجازت دیدی۔ جرمنی کی حکومت کو لکھ کر بتا دیا گیا کہ اسرائیل انکی ایک کمپنی سے دفاعی ضروریات پوری کرنے کیلئے آبدوزیں خریدے گا۔ اتنے بڑے کار و باری آڈر کیلئے جرمنی کی حکومت نے نہ صرف ہاں کر دی بلکہ یہ بھی بتایا کہ اس معاہدے میں کچھ قرض بھی دے گی۔ یعنی خریدنے کیلئے بوجھ اسرائیلی حکومت کے اوپر مکمل طور پر نہیں پڑیگا۔ خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ دونوں حکومتوں نے ایم۔ او۔ یو دستخط کرنے کی تاریخ بھی طے کر لی۔ یہ شامہ داس سال کی ستمبر اکتوبر میں عملی طور پر طے ہونا تھا۔ یعنی ابھی تک معاہدہ نہیں ہوا تھا۔ مگر اچانک ہر چیز تبدیل ہو گئی۔

ایک تحقیقی جرنلسٹ نے مقامی اخبار میں خبر شائع کی کہ اسے اندیشہ ہے کہ ڈیل میں وزیر اعظم کا قریبی وکیل، اسکا ایک دوست اور چند قریبی ساتھی فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ دوبارہ عرض کروں گا کہ صرف شبہ تھا کہ اس پورے معاملے میں کسی نہ کسی طرح نینتین یا ہو کے چند قربابت دار فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ یہ سب کچھ "مکہنہ حیثیت" کا حامل تھا۔ یعنی صرف شبہ تھا کہ ایسی کرپشن ہو سکتی ہے۔ اسرائیل کے اخبارات نے قیامت برپا کر دی۔ پوری دنیا میں خبریں شائع ہونے لگیں کہ جرمنی سے مستقبل میں خریدنے والی آبدوزوں میں ناجائز مالی فائدہ اٹھایا جاسکتا ہے۔ نینتین یا ہو مکمل طور پر زیر عتاب آگیا۔ ذہن میں ہونا چاہیے کہ دنیا کے سب سے طاقتور ملک کا وزیر اعظم ہے۔ اس ملک کے دم سے پوری دنیا کا اقتصادی نظام قائم و دائم ہے۔ اسرائیل کا وزیر اعظم جب چاہے، امریکی صدر سے بات کر سکتا ہے اور مل بھی سکتا ہے۔ پوری دنیا کے یہودی اسکو اپنارہنمہ تسلیم کرتے ہیں۔ لکھنے کی ضرورت نہیں کہ جس کرہ ارض پر ہم سانس لے رہے ہیں، اسکا اقتصادی شعبہ، یعنی بینک، انشوئنس کمپنیاں اور دیگر مالیاتی ادارے مکمل طور پر یہودیوں کے قبضے میں ہیں۔ انکی گرفت میدیا پر اس درجہ مضبوط ہے کہ کوئی نشریاتی یا اخباری ادارہ انکے سامنے دم نہیں مار سکتا۔ جرمنی میں کتنے یہودی مارے گئے، کوئی مائی کا اعلیٰ اسرائیلی حکومت کی طرف سے شائع شدہ اعداد سے اختلاف نہیں کر سکتا۔ یعنی اگر اسرائیل کہتا ہے کہ جرمنی میں دوسری جنگ عظیم میں ایک کروڑ یہودی مارے گئے تو کوئی اختلاف نہیں کر سکتا۔ چند جیسا مکر راز اور تاریخ دانوں نے اختلاف کیا۔ پل میں انہیں نوکریوں سے نکال باہر کیا گیا۔ اسکے بعد وہ تاریخ کی تاریخ کی میں گم ہو گئے۔ کیونکہ انہیں کہیں بھی دوبارہ نوکری نہیں مل سکی۔ عرض کرنے کا مقصد صرف یہ ہے کہ پوری دنیا پر اسرائیل کی بالا واسطہ یا بلا واسطہ کسی نہ کسی طرح کی اجارہ داری ہے۔

نینتین یا ہو کے ذاتی وکیل ڈیوڈ شرون کو پولیس نے دوران تفتیش فنا کر کے رکھ دیا گیا۔ مائیکل گینر (Micheal Ganor) جرمنی کی کمپنی کا اسرائیل میں نمائندہ مقرر کیا گیا تھا۔ اس نے پولیس کے سامنے صرف یہ کہا کہ اس دفاعی ڈیل میں شرون کو بے انتہا مالی فائدہ پہنچ سکتا ہے۔ مزید یہ کہ شرون، وزیر اعظم کا وکیل بھی ہے اور ذاتی دوست بھی۔ جائزیانا جائز کی توبات ہی نہیں ہوئی۔ پولیس نے دوران تفتیش یہ خدشہ ظاہر کیا کہ ڈیوڈ شرون کو مالی فائدہ میں ہو سکتا ہے کہ وزیر اعظم بھی حصہ دار ہوں۔ اسکے بعد وزیر اعظم کے ساتھ جو کچھ ہوا، آپ تصویر نہیں کر سکتے۔ اسکی بین الاقوامی سطح پر جگ ہنسائی شروع ہو گئی۔ پولیس کی تفتیش میں "مکہنہ کرپشن" کے شائبہ کے زیر اثر جرمنی کی حکومت نے اعلان کر دیا کہ اسرائیل کو آبدوزیں فراہم نہیں کر لیگی۔ ہونے والے ایم اور یو کو بھی مکمل طور پر منسوخ کر دیا گیا۔ اسرائیلی

وزیر اعظم کی جرات نہیں ہوئی کہ مقامی پولیس چیف کو کسی طریقے سے بھی زپراثر کر سکے۔ اسے کوئی لائچ دے سکے۔ اس نے کوئی نمائندہ نہیں بھیجا جو اسے کوئی مالی فائدہ یا رشوت پیش کر سکے۔ اب نتین یا ہوکا پورا سیاسی مستقبل گرداب میں ہے۔ اگر پولیس یہ ثابت کر گئی کہ وزیر اعظم کے وکیل اور دوست ممکنہ مالی فائدے کو آگے تک پہنچا سکتے تھے تو نتین یا یوکونہ صرف وزارت عظمی سے ہاتھ دھونے پڑیں گے بلکہ بقیہ عمر جیل میں سڑے گا۔ یہ سب کچھ ممکنہ کرپشن کے الزام کی بدلت ہے۔ اصل میں کچھ بھی نہیں ہوا۔ نہ آبدوزیں خریدی گئیں، نہ ہی کسی قسم کی کوئی رقم کی منتقلی ہوئی۔ دنیا کے طاقتوترین ملک کا وزیر اعظم اپنے اخسابی نظام کے سامنے چوہے کی طرح بے بس ہے۔ اپنے آپکو سچا ثابت کرنے کیلئے کوئی سرکاری ادارہ یا حکومتی مشینری کو استعمال نہیں کر سکتا۔ اسرائیل کا انہائی مقبول اخبار "Haaretz" نے نتین یا ہوکی دھجیاں اڑا کر رکھ دی ہیں۔ تمام اخبارات نے اپنے لیڈر پر بھر پور تقدیم کی ہے۔ نتین یا ہو طاقتور ہونے کے باوجود اپنے نظام کے سامنے نکمل طور پر بے بس ہے۔ پھر پھر ابھی نہیں سکتا بلکہ سانس تک نہیں لے سکتا۔

خود اخسابی کا یہ نظام پوری اسلامی دنیا میں کہیں بھی موجود نہیں ہے۔ مغدرت کے ساتھ سعودی عرب جو ہمارا بادر ملک ہے۔ اسکا حکمران خاندان ہر قسم کے اخساب سے بالاتر ہے۔ بالکل اسی طرح ایران کے مذہبی پیشواؤں کمل طور پر پارلیمنٹ یا کسی ریاستی ادارے کے سامنے جواب دنہیں۔ پورے مسلمان ممالک میں ہر طریقہ کا استھصال جاری و ساری ہے۔ ایمانداری اور حکومتی دیانت کی ایک روشن مثال ڈھونڈنے سے نہیں ملتی۔ مگر ہم کسی سے بھی سیکھنے کیلئے تیار نہیں ہیں۔ یہ بھی درست ہے کہ ہمارے جذباتی رویے سے اسرائیل ہمارے اذلی دشمن یعنی ہندوستان کے نزدیک ہو چکا ہے۔ مگر ہم اپنا رویہ قومی مفاد کے تحت بھی نہیں بدلا چاہتے۔ تل اویو میں وزیر اعظم کے خلاف تحقیقات کو" کیس 3000" کا نام دیا گیا ہے۔ اسکے برعکس پوری اسلامی دنیا میں کسی بھی حکمران کے خلاف کچھ کہنا ملک دشمنی کے زمرے میں گردانا جاتا ہے۔ مخالفت کرنے والے کے خاندان، جسم اور روح پر ہزاروں زخم لگائے جاتے ہیں۔ پورے مسلمان ممالک میں مقتدر طبقے کے خلاف" کیس 3000" قائم نہیں ہو سکتا۔ کسی کو مر نے کا شوق ہے تو کوشش کر کے دیکھ لے!

راوِ منظر حیات